ڈاکٹر صابر آفاقی

شیخ الرئیس بو علی سینا (۳۷۰ـــ ۴۲۸ھ)

حجۃ الحق شرف الملک شیخ الرئیس بو علی حسین سینا بخاری کے والد کا نام عبداللہ تھا جو بلخ کا باشندہ تھا۔ عبداللہ نوح بن منصور کے عہد (۳۶۶ - ۳۸۷) میں بخارا چلا گیا اور وہاں کے گاؤں خرمیشن کا نمبردار بن گیا۔ یہاں اس نے افشنہ گاؤں کی ایک لڑکی ستارہ سے شادی کر لی۔ اس زوجہ سے ۳۷۰ھ کے ماہ صفر میں حسین متولد ہوا۔ عبداللہ اپنے بیٹے حسین کو ہمراہ لے کر شہر بخارا میں منتقل ہو گیا۔ اب حسین جس کا لقب بو علی تھا قرآن مجید اور ادب کی تعلیم میں مشغول ہو گیا۔ دس سال کی مختصر مدت میں اس نے قرآن اور متعدد دیگر علوم ادب میں مہارت حاصل کر لی۔

اس کے والد عبداللہ اور تایا علی نے اسمعیلیہ عقائد کو اپنا لیا تھا۔ انھوں نے نفس و عقل کے مسائل سن رکھے تھے اور کبھی کبھی آپس میں اس موضوع پر گفتگو بھی کرتے تھے۔ ننھا بو علی ان مباحث میں دلچسپی لینے لگا۔

اس کے بعد باپ نے بیٹے کو ایک سبزی فروش کے پاس بٹھا دیا جو علم حساب و ہندسہ خوب جانتا تھا۔ اس عرصے میں بو علی نے فقہ بھی سیکھ لی۔ یہی زمانہ تھا جب ابوالفرج بن الطیب کا شاگرد ابو عبداللہ الناقلی بخارا میں آکر رہنے لگا۔ ابو عبداللہ نے بو علی کو دعوت دی کہ وہ اس کے گھر آکر اصول فلسفہ کی تعلیم پائے۔ بو علی نے علوم منطق و فلسفہ کی تکمیل اسی استاد سے کی۔ اس نے اقلیدس سے پانچ شکلوں اور المجسطی کی اشکال ہندسیہ تک تعلیم پائی۔ پھر تو شاگرد نے وہ وہ مسائل دریافت کیے جو خود استاد نے اس سے سمجھے۔

اس کے بعد ناقلی کو گرگانج جانا پڑا تو بو علی تنہا تحقیق میں مصروف رہا۔ فلسفہ طبیعی والہیات کے متون و شروح کے مطالعہ کے بعد بو علی نے طب سیکھنا شروع کر دی اور جلد ہی وہ اس فن میں یگانۂ روزگار بن گیا۔ پھر علاج شروع کیا اور تجربے کے طور پر کئی نئے علاج دریافت کیے۔ اس وقت بو علی کی عمر سولہ سال تھی۔ اس نے ایک سال اور معلومات بڑھانے اور منطق و فلسفہ کے مسائل کے تکرار میں

ار از دیا۔ وہ جب منطق، علم طبیعی اور ریاضی میں ماہر ہوگیا تو علم الہیات اور مابعد الطبیعۃ کے مطالعہ میں مصروف ہوگیا۔ اس علم کو اس نے چالیس بار پڑھا مگر پوری طرح وہ اسے سمجھ نہ سکا۔ یہاں تک کہ ایک دن اسے ابو نصر فارابی کی کتاب دراعراض مابعد الطبیعۃ مل گئی اور اس کی مدد سے وہ اس علم سے آگاہ ہوا۔ اسی عرصے میں سامانی بادشاہ منصور بن نوح بیمار پڑ گیا تو بو علی کو علاج کے لیے طلب کیا گیا۔ چنانچہ بو علی امیر خراسان کے پاس پہنچا اور علاج کے ساتھ سامانی بادشاہوں کے کتاب خانے سے بھی استفادہ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ جب وہ اٹھارہ سال کا ہوا تو تمام علوم میں پوری پوری مہارت پیدا کر چکا تھا۔ بعد ازاں اس کے علوم میں پختگی تو پیدا ہوئی لیکن اضافہ کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ وہ شباب میں ہی سب علوم میں یگانۂ روزگار ہو چکا تھا۔

پھر بو علی کتاب خوانی سے آگے بڑھ کر صاحب کتاب ہونے کا شوق دل میں لیے تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گیا۔ بو علی ابھی بائیس سال کا تھا کہ ۳۹۲ھ میں اس کا والد فوت ہو گیا اور وہ اپنے والد کی ذمہ داریاں سنبھالنے لگا۔ اسی سال دولتِ سامانی کا خاتمہ ہو گیا۔ بو علی خوارزم شاہ علی بن مامون بن محمد کے پاس چلا گیا۔ یہاں بو علی خوارزم شاہ اور اس کے وزیر ابو الحسین احمد کے دربار میں رہنے لگا اور چند کتابیں اس نے لکھ کر انہی کے نام معنون کیں۔

بو علی کی خوارزم میں چند مشہور علما مثلاً ابو ریحان البیرونی، ابو سہیل مسیحی اور ابو نصر عراقی سے ملاقات ہوئی اور وہاں کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے لگا مگر اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد یعنی ۴۰۳ھ سے پہلے بو علی نسا، ابیورد، طوس، سمنگان، جاجرم اور گرگان کی سیر و سیاحت پر نکل کھڑا ہوا۔ گرگان کا سفر تو اس لیے کیا کہ وہاں کے حکمران شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کے دربار تک رسائی حاصل کر سکے، لیکن بو علی جب وہاں پہنچا تو شمس المعالی کو زندان میں ڈال دیا گیا تھا۔ چنانچہ بو علی گرگان سے دہستان چلا گیا لیکن یہاں ایسا بیمار پڑا کہ بمشکل صحت یاب ہوا۔ چنانچہ واپس گرگان آگیا۔ یہاں ابو عبید عبد الواحد جوزجانی نے اس کی شاگردی حاصل کی جو بعد میں شہرہ آفاق ہوا۔ شیخ بو علی کچھ عرصہ گرگان میں ہی مقیم رہا اور چند کتابیں یہیں تالیف کیں۔ وہ ۴۰۴ھ میں رے چلا گیا اور فخر الدولہ دیلمی کے فرزند مجد الدولہ ابو طالب رستم کا علاج کیا۔ ۴۰۵ھ کے بعد شیخ بو علی سینا قزوین اور پھر ہمدان چلا گیا۔ ہمدان میں مجد الدولہ کے بھائی شمس الدولہ کی خدمت میں پہنچا اور وزیر اعظم کا قلم دان سنبھالا۔ پھر اتفاق یہ ہوا کہ شمس الدولہ کی فوج نے بغاوت کر دی

اور بوعلی کے قتل کا مطالبہ کیا، وہ کچھ مدت کے لیے وزارت سے علیحدہ ہو گیا۔ بوعلی شیخ ابوسعید دخدوک کے گھر میں چھپ گیا اور مطالعہ و تالیفِ کتب میں مشغول رہا، مگر پھر شمس الدولہ نے اسے بلا بھیجا اور وزارت دوبارہ دے دی۔ شمس الدولہ کی وفات پر اس کے بیٹے سماء الدولہ نے ۴۱۲ھ سے ۴۱۴ھ تک حکومت کی۔ اس کی سلطنت کے آغاز میں شیخ بوعلی حاکمِ اصفہان علاء الدولہ کے ساتھ خط و کتابت کے جرم میں چار ماہ قلعہ فردجان میں محبوس رہا۔ آزادی ملی تو بھیس بدل کر اپنے بھائی محمود شاگرد ابو عبید اور دو غلاموں کے ساتھ ہمدان سے نکل گیا۔

شیخ بوعلی نے روپوشی و اسارت کے زمانے میں چند اہم کتابیں تالیف کیں۔ رات کو اس کے شاگرد اس سے درس لیا کرتے تھے۔ پھر شیخ جب اصفہان کے گاؤں تیران میں پہنچا تو امیر علاء الدولہ کے دربار میں اسے دعوت دی گئی، چنانچہ اسے پورے احترام کے ساتھ اصفہان لے جایا گیا۔ یہاں شب جمعہ کو شہر کے علما علاء الدولہ کی مجلس میں جمع ہوتے اور علوم و فنون میں شیخ بوعلی سے استفادہ کرتے۔ بوعلی یہاں تالیف و تصنیف میں مصروف رہا۔ پھر امیر علاء الدولہ کی درخواست پر ابو عبید جوزجانی کے تعاون سے رصدگاہ تعمیر کی اور اس رصدگاہ کے لیے بوعلی نے ایسے ایسے آلات بنائے جو اس سے پہلے موجود نہ تھے۔ افسوس کہ اس حملے میں جو ۴۲۵ھ میں مسعود بن محمود نے اصفہان پر کیا بوعلی کی بعض کتابیں تباہ ہو گئیں۔ ان کتابوں میں ایک الحکمۃ المشرقیہ والحکمۃ العرشیہ بھی ہے جسے وہ غزنی اٹھا کر لے گئے جہاں تک کہ جب ملک الجبال حسین غوری نے غزنہ پر حملہ کیا تو یہ اہم کتاب نذرِ آتش ہو گئی۔

آخری سفر میں جب شیخ بوعلی سینا علاء الدولہ کے ساتھ ہمدان کا سفر کر رہا تھا تو یہ نابغہ رمضان ۴۲۸ھ میں فوت ہو گیا اور اسی شہر میں مدفون ہوا، جہاں آج اس کا خوب صورت مقبرہ موجود ہے۔ بقول شاعر:

هيهات ان ياتي الزمان بمثله　　ان الزمان بمثله بخيل

بوعلی سینا مضبوط اور خوب صورت جسم کا مالک تھا۔ وہ عاشقِ کتاب تھا اور دل دادۂ علوم و فنون اور دن اور رات کا اکثر حصہ مطالعہ و تالیف میں بسر کرتا۔ حد یہ ہے کہ روپوشی و اسارت کے ایام میں بھی وہ کمال یکسوئی سے کتاب پڑھنے، کتاب لکھنے اور کتاب پڑھانے میں مشغول رہتا۔ وہ

سیاسی و سرکاری امور میں بھی مشغول رہا لیکن کوئی شغل اسے مطالعۂ کتاب سے روک نہ سکا۔

بوعلی سینا کی ذہانت و فطانت کی داستانیں زبان زدِ عام ہیں ۔ اس کی ذہانت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے زمانے کے مروجہ علوم میں ماہر ہوگیا تھا ۔

مورخین نے لکھا ہے کہ بوعلی مغرور تھا اور معاصر علما بلکہ بعض اوقات قدما کے بارے میں نامناسب الفاظ استعمال کرتا ۔ بہرحال اس نے اکثر معاصرین سے ملاقاتیں کی تھیں جس سے ملاقات نہ ہوتی اس سے خط و کتابت ضرور کی ۔ ان معاصرین کے نام یہ ہیں : ناقلی، ابوبکر احمد بن محمد البرقی الخوارزمی ، ابوسہیل مسیحی، ابومنصور الحسن بن نوح القمری ، ابوسعید بن ابی الخیر، ابوعلی بن مسکویہ، ابوریحان البیرونی ، ابوالقاسم الکرمانی ، ابوالفرج بن الطیب ، ابونصر عراقی اور ابوالخیر خما ۔

شیخ بوعلی سینا کے شاگردوں نے بھی علوم و فنون میں بڑا نام پیدا کیا ۔ نظامی عروضی ، البیہقی ۔ اور ابن ابی اصیبعہ اور شہرزوری کی روایات کے مطابق بوعلی سینا کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں ۔

کیا رئیس بہمن یار، ابومنصور حسین بن طاہر بن زیلہ ، ابوعبید عبدالواحد الجوزجانی ، ابوعبداللہ المعصومی الحکیم ، سلیمان دمشقی ، امیر فخر الدولہ ابوکالیجار ، ابوالقاسم عبدالرحمٰن نیشاپوری ، السید ابوعبداللہ محمد بن یوسف علی النسائی وغیرہ ۔

بوعلی سینا ایک خشک فیلسوف اور دلیل باز منطقی ہی نہ تھا ، وہ عربی و فارسی میں شعر بھی کہتا تھا ۔ اس کے عربی کلام کا نمونہ ابن ابی اصیبعہ نے درج کیا ہے ۔ اس کلام میں اس کا قصیدہ عینیہ مشہور ہے ، جس کی کئی شرحیں کی گئی ہیں ۔ یہ قصیدہ جسم میں نفسِ ناطقہ کے حلول اور پھر عالم اصل کی طرف رجوع کی کیفیت کے بارے میں ہے ۔ قصیدہ کا مطلع یہ ہے :

هبطت الیك من المحل الارفع ۔۔۔ ورقاءُ ذات تعزز و تمنع

دوسرا قصیدہ نونیہ ہے جس کا ایک نام "الجمانیۃ الالھیۃ" بھی ہے ۔ فرماتے ہیں :

یاطالب الصفۃ الالہ وخلقہ ۔۔۔ بتصور یھدی الی الایمان

بوعلی سینا کے فارسی اشعار ایڈورڈ براؤن نے تاریخ ادبیاتِ فارسی میں درج کر دیے ہیں ۔

اب ہم بوعلی سینا کی تالیفات و رسالات کا ایک تعارف پیش کرتے ہیں ۔

بو علی سینا کی تالیفات اور رسائل

۱- کتاب الشفا (اٹھارہ حصے)۔ اس اہم تصنیف میں فلسفہ، ریاضی، طبیعات اور منطق پر مباحث ملتے ہیں۔ یہ بارہا شائع ہو چکی ہے۔ نیز اس کے تراجم و حواشی بھی مختلف زبانوں میں چھپ کر مقبول ہو چکے ہیں۔

۲- کتاب النجاۃ (تین جزء)۔ کتاب الشفا کا خلاصہ ہے۔ اس کے متعدد نسخے موجود ہیں اور یہ روم اور قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے تراجم سریانی، لاطینی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ہوئے ہیں۔

۳- کتاب الانصاف: یہ بیس حصوں پر مشتمل تھی۔ افسوس کہ یہ کتاب اس وقت ضائع ہو گئی جب غزنویوں نے اصفہان پر حملہ کیا اور اب غالباً اس کا ایک آدھ جزو باقی ہے۔ اس میں مشرقی و مغربی علماء کے درمیان محاکمہ کیا گیا تھا۔

۴- کتاب الاشارات والتنبیہات: بو علی سینا نے اس میں مسائل فلسفہ کو بیان کیا ہے اور یہ دس نہج اور دس نمط پر مشتمل ہے۔ جن اہم مسائل کو سلجھایا گیا ہے ان کے عنوان اس طرح ہیں۔

فی تجوھر الاجسام - فی الجہات و اجسامہا الاولیٰ والثانیہ - فی النفس الارضیہ و السماویہ - فی الوجود و العلۃ - فی الصنع و الابداع - فی البہجۃ و السعادۃ۔

اس میں مسائل عرفانی بھی زیرِ بحث آئے ہیں۔ اس کی شرحیں امام فخر الدین رازی، علی الآمدی، نصیر الدین طوسی، ابن کمونہ وغیرہ نے لکھی ہیں۔ یہ تصنیف طہران اور فرانس وغیرہ میں شائع ہو چکی ہے۔

۵- اقسام العلوم الحکمیہ (رسالہ)۔ شیخ بو علی سینا نے اس رسالے میں علومِ عقلیہ کی اقسام بیان کی ہیں۔ عبرانی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ قلمی نسخے مشہد، استنبول، بودلیان، قاہرہ اور برٹش میوزیم کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔

۶- حی بن یقظان (رسالہ عرفانی): بو علی سینا نے اسے فردجان کے قید خانے میں قلم بند کیا تھا۔ اس کے شاگرد ابن زید نے اس کی شرح لکھی ہے۔ اس رسالے میں عرفانی داستان بطور رمز بیان ہوتی ہے۔ یہ بیت المقدس کے ایک معمر آدمی حی ابن یقظان کی داستان ہے۔ حی بن یقظان سے مراد عقل فعال ہے جو صوفی کو حق تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔

۷- الحکمۃ واقوال الحکماء (رسالہ)۔ اس کے نسخے استنبول میں موجود ہیں۔

۸- شرح اثولوجیائے فلوطین - یہ رسالہ ارسطو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور بو علی سینا نے اس کی

شرح لکھی ہے ۔ بعض محققین نے اسے کتاب الانصاف کا ایک جزو قرار دیا ہے ۔

۹۔ شرح کتاب النفس :۔ ارسطو کی کتاب النفس کی شرح ہے ۔ اس کے فارسی تراجم بھی موجود ہیں ۔

۱۰۔ المباحثات :۔ بوعلی سینا نے گوناگوں مسائل و مشکلات کے بارے میں اپنے شاگردوں بہمن یار اور ابی منصور بن زید سے گفتگو کی اور جوابات دیئے ۔ یہ کتاب انہی جوابات پر مشتمل ہے ۔ اس کے متعدد قلمی نسخے قاہرہ، استنبول، لیڈن وغیرہ میں موجود ہیں ۔

۱۱۔ التعلیقات فی الحکمہ :۔ اس میں منطق، طبیعیات اور الہیات پر بحث کی گئی ہے ۔

۱۲۔ رسالہ فی الحدود :۔ اس میں فلسفے کی ستر اصطلاحات کی شرح کی گئی ہے ۔ اس کے مشہور قلمی نسخے مشہد، استنبول، بودلیان، برلن، لیڈن اور برطانیہ میں موجود ہیں ۔

۱۳۔ الحکمۃ العروضیہ :۔ بوعلی سینا لکھتے ہیں بخارے میں میرے ہمسایہ میں ایک صاحب ابوالحسین العروضی رہتے تھے ۔ انھوں نے درخواست کی کہ میں ان کے لیے ایک جامع کتاب لکھوں، لہٰذا میں نے یہ کتاب لکھی اور اسے انہی کے نام معنون کیا ۔ اس میں ریاضی کے ساتھ ساتھ دیگر علوم پر بھی مفصل لکھا گیا ہے ۔ اس وقت مصنف کی عمر ۲۱ سال تھی ۔ اس لیے اسے بوعلی سینا کی اوّلین تصنیف ماننا چاہیے ۔ اس کے قلمی نسخے سویڈن میں موجود ہیں ۔ جزو اوّل میں وحدۃ، قوۃ، فعل، واجب، کلی، تام، اختلاف القضایا، برہان مطلق، حد، مبادی حد، تناسب حد و برہان، فصول وغیرہ مسائل پر گفتگو کی گئی ہے ۔

۱۴۔ الحکمۃ المشرقیہ :۔ اس معرکۃ الآرا تصنیف میں بوعلی سینا نے حکمائے بغداد (شرقیین) کے عقائد بیان کیے ہیں ۔ منطق، طبیعیات، ریاضیات اور الٰہیات کے مسائل بیان ہوئے ہیں ۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخے استنبول کے کتاب خانے، ایا صوفیا اور کتاب خانہ نور عثمانیہ میں موجود ہیں ۔ یہ کتاب منطق المشرقین کے نام سے ۱۹۱۰ء میں قاہرہ سے چھپ چکی ہے ۔

۱۵۔ عیون الحکمۃ :۔ اس کے تین حصے ہیں جن میں بالترتیب منطق، طبیعیات اور الٰہیات کے مسائل پر قلم اٹھایا گیا ہے ۔ قلمی نسخے کتاب خانۂ مجلس (طہران)، استنبول، واشنگٹن اور لیڈن میں موجود ہیں ۔ امام فخرالدین رازی نے اس کی شرح لکھی تھی ۔

۱۶۔ ارجوزۃ فی المنطق :۔ یہ طویل عربی قصیدہ ہے ۔

۱۷۔ تلخیص المنطق :۔ یہ رسالہ ابوعلی سینا نے بعض دوستوں کی درخواست پر تالیف کیا تھا، جیسا کہ

نام سے ظاہر ہے، اس میں علم منطق کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ قلمی نسخہ کتاب خانہ فاتح (استنبول) میں محفوظ ہے۔

۱۸۔ علم البرہان (اصول علم البرہان)۔ علم القضایا کے بیان میں عربی قصیدہ ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

ان القضایا کلھا محصورۃ فی خمس عشرۃ عند اھل المنطق

الممکنات جمیعھا ھی اربع عام وخاص عند کل محقق!

۱۹۔ المسائل العشرۃ:۔ یہ دس موضوعات پر مشتمل ہے۔ موضوعات یہ ہیں: علت اولی، حقیقتِ طبع، حقیقت نفس کلی، شمس و قمر و کواکب، کیا یہ جائز ہے کہ قدیم ایک سے زیادہ ہو؟، وجودِ واحد، فعلِ ارادی و فعلِ طبعی کے درمیان فرق، عدم، حدِ موجود، تعلقِ فعل با فاعل۔

۲۰۔ فی المنطق:۔ رسالہ منطق استنبول کے کتاب خانوں میں موجود ہے۔

۲۱۔ الموجز فی المنطق:۔ مقالہ اول میں علمِ منطق کے قضایا اور اس کی غرض بیان کی گئی ہے۔ باقی حصے میں قضایا اور قیاسات کی اقسام تحریر کی گئی ہیں۔

۲۲۔ الموجز الکبیر:۔ اس کا موضوع منطق ہے۔ اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ ایا صوفیا استنبول میں موجود ہے۔

۲۳۔ مقالۃ فی النفس:۔ یہ کتاب ابن سینا نے امیر نوح بن منصور کے لیے دس فصلوں میں مرتب کی تھی۔ متعدد قلمی نسخے ایشیا اور یورپ کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع بھی ہو چکے ہیں۔

۲۴۔ احوال النفس:۔ (حال المعاد) سولہ فصلوں میں ہے۔ مضامین کی فہرست اس طرح ہے: فی التعریف حد النفس۔ فی التعریف قوی النفسانیہ۔ فی اختلاف افاعیل القوی المدرکہ وغیرہ۔ قلمی نسخے مشہد، برلن، قاہرہ اور استنبول میں ہیں۔ فارسی ترجمہ بھی موجود ہے۔

۲۵۔ فی معرفۃ النفس الناطقۃ واحوالھا:۔ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصل اول اس کے اثبات میں کہ جوہر نفس، جوہر جسم سے مغائر ہے۔ فصل دوم، جسم کے فنا ہونے کے بعد بقائے نفس۔ فصل سوم، سعادت و شقاوت کے اعتبار سے مراتبِ نفوس۔ کتاب قاہرہ میں شائع ہوئی۔ اس کے قلمی نسخے مشہور لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔

۲۶۔ ایضاح البراہین فی مسائل عویصہ:۔ تین فصلوں میں ہے، موضوع ہے، اثبات جوہریت و بقائے روح۔ شیخ الرئیس نے اس کتاب میں ان مسائل کی وضاحت کی ہے جو کتب متقدمین میں بیان ہوئے۔ اس کا ایک نسخہ کتاب خانہ ایا صوفیا استنبول میں ہے۔

۲۷۔ بقاء النفس الناطقہ: اس میں یہ بحث ہے کہ نفس ناطقہ جوہر ہے یا عرض۔ اگر عرض ہے تو کیا قابلِ فساد ہے یا نہیں۔ مصنف نے بقائے نفس کو نو دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

۲۸۔ الحجج العشرہ فی جوہریۃ نفس الانسان الناطقہ:۔ دس دلائل سے جوہریتِ نفس ثابت کی گئی ہے۔

۲۹۔ ماہیۃ الحزن (رسالہ): حقیقتِ حزن، اس کے اسباب اور معالجے کا بیان ہے۔ ابوعلی سینا کا ایک مختصر سا رسالہ اسی موضوع پر ہے، جس کا نام ہے دفع الغم والھم۔

۳۰۔ تحقیق الانسان:۔ ایک مقدمے تین مبحث اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ انسان کی تعریف کرتے ہوئے اس کا مقام و مرتبہ دکھایا گیا۔

۳۱۔ تعلق النفس فی البدن:۔ یہ ایک رسالہ ہے، جو مشہور صوفی ابوسعید ابوالخیر کے جواب میں بوعلی سینا نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کے نسخے استنبول کے کتاب خانوں میں مل سکتے ہیں۔

۳۲۔ الفیض الالٰہی (رسالہ):۔ جسمانی قوتٰی پر افعال و انفعال سے متعلق شیخ رئیس کا یہ مشہور رسالہ ہے۔ اس میں وحی، الہام، معجزہ، کرامت، منامت، سحر اور اس کے اقسام پر بحث کی گئی ہے۔ قلمی نسخے مشہد، اور استنبول کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔

۳۳۔ المبداء والمعاد (رسالہ): اس میں مبدا و معاد سے متعلق مشائین کے عقائد بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے متعدد نسخے موجود ہیں۔ خود مصنف کے بقول یہ رسالہ علم الٰہیات و طبیعات پر مشتمل ہے۔ کل تین مقالے ہیں اور ہر مقالے کی کئی فصلیں ہیں۔

۳۴۔ اربع مسائل فی امر المعاد (رسالہ) شائع ہو چکا ہے۔ ترکی کے کتاب خانوں میں اس کے قلمی نسخے بھی مل جاتے ہیں۔

۳۵۔ فی حجج المثبتین للماضی مبدأ زمانیا:۔ اس کی گیارہ فصلیں ہیں۔ مصنف نے اس میں قدمِ زمان کے ماننے والوں کو ہدفِ تنقید ٹھہرایا ہے۔ ان کے عقائد کے بطلان اور اپنے مدعا کے اثبات میں دلائل دیے ہیں۔

۳۶۔ الممکن الوجود:۔ یہ ایک رسالہ ہے جس کے نسخے ترکی اور برطانیہ کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔

۳۷۔ رسالہ فی العشق:۔ شائع ہو گیا ہے۔ اس کا ترجمہ آقای مشکوٰۃ کا تصحیح کیا ہوا طہران میں چھپ چکا ہے۔

۳۸۔ قصہ سلامان والسال: یہ شیخ الرئیس کا ایک رمزیہ قصہ ہے جسے حي بن یقظان کے زمرے میں شمار کرنا چاہیے۔ خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس کی شرح لکھی ہے۔ جامی نے اسی قصے کو "سلامان والسال"

کے عنوان سے منظوم کیا تھا۔

۳۹۔ مکاتیب: بوعلی سینا سے اکثر معاصرین سوالات کرتے تھے اور وہ ان کے جواب دیا کرتے تھے، اس طرح ان کے متعدد خطوط باقی رہ گئے ہیں۔ اکثر مکاتیب شیخ ابوسعید ابوالخیر کو لکھے گئے۔ ایک خط کا عنوان ہے: الارشاد فی الدخول فی الکفر۔ اس کے قلمی نسخے استنبول کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ ایک خط کا عنوان ہے، حصول علم وحکمۃ۔ شروع میں یہ الفاظ ہیں: جواب الی ابی سعید بن ابی الخیر یبین لہ فیہ ان الحکمۃ ام الفضایل ومعرفۃ اللہ اقل الاوایل۔ یہ خط کتاب النجاۃ کے ساتھ قاہرہ میں شائع ہوچکا ہے۔ دوسرے خطوط بہمن یار اور ابوجعفر الکیا، ابوعبید جوزجانی، ابوطاہر احمد، علاء الدولہ کاکویہ، ابن زملہ اور ابوجعفر کاشانی کے نام ہیں۔ ان میں سے بعض مکاتیب کتاب "ارسطو عند العرب" میں چھپ چکے ہیں۔ شیخ الرئیس کی خط وکتابت ابوریحان البیرونی سے بھی رہی ہے۔ ان مکاتیب کا مجموعہ اجوبۃ ست عشرۃ مسألۃ لابی ریحان" کے نام سے موجود ہے۔ عربی میں ان مختلف تصانیف ومکاتیب کے علاوہ بوعلی سینا نے درجنوں رسالے لکھے تھے، جن میں سے اکثر کے قلمی نسخے مل جاتے ہیں اور کچھ چھپ بھی چکے ہیں۔ ان رسائل کی فہرست ہم درج کر رہے ہیں:

(۴۰) ریطوریقا وسوفسطیقا (۴۱) الفصول الموجزہ (۴۲) البھجۃ فی المنطق (۴۳) اختلاف الناس فی امر النفس (۴۴) فی بیان الصورۃ المعقولۃ المخالفۃ الحق (۴۵) تزکیۃ النفس (۴۶) الجمل من الادلۃ المحققۃ لبقاء النفس الناطقہ (۴۷) حقیقۃ الروح (۴۸) العقول (۴۹) الفراسۃ (۵۰) مختصر ارسطو فی النفس (۵۱) المدارج فی معرفۃ النفس (۵۲) رسالۃ النفس (۵۳) رسالہ فی امر النفس (۵۴) النفس (۵۵) النفس والعقل (۵۶) النفوس (۵۷) المنامۃ (۵۸) الاثار العلویۃ (احکام نجوم کے ابطال کے بارے میں)۔ (۵۹) الاجرام العلویہ (۶۰) اسباب الرعد والبرق (۶۱) استفاء النور (۶۲) تلخیص کتاب الکون والفساد (۶۳) الجسم (۶۴) حد الجسم (۶۵) الحدث (۶۶) حدوث الاجسام (۶۷) الطول والعرض (۶۸) الفضاء۔ فی ان الکمیۃ والبرودۃ والحرارۃ لیست بجوھر۔ (۶۹) النبات والحیوان (۷۰) النفس الفلکیہ (۷۱) رسالۃ العروش (۷۲) اثبات المبداء الاوّل (۷۳) رسالۃ التمجید (۷۴) الخطبۃ التوحیدیہ (۷۵) شرح اسماء اللہ (۷۶) العرشیہ (۷۷) عقل الکل (۷۸) الفصول الثلاثہ (۷۹) فصول الحکمۃ (۸۰) الکلمۃ الالٰہیۃ (۸۱) المسائل (۸۲) العلم اللّدنی (۸۳) فی کلمات

الصوفیہ (۸۴) مخاطبات الارواح بعد مفارقۃ الاشباح (۸۵) فی بیان المعجزات والکرامات (۸۶) المواعظ (۸۷) مواقع الالہام (۸۸) الموت والحیات (۸۹) الورد الاعظم (۹۰) اثبات النبوۃ (۹۱) الاخلاق (۹۲) الارزاق (۹۳) السبر والاثم (۹۴) السیاستہ۔

یہ تو تھی شیخ بوعلی سینا کی عربی تصانیف ورسائل اور مکاتیب کی فہرست اور مختصر تعارف۔ اب ان کی فارسی تصانیف کا اجمالی تعارف ملاحظہ ہو:

۹۵۔ دانشنامۂ علائی: فارسی تصانیف میں دانشنامۂ علائی (حکمتِ علائی) بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب ابوجعفر محمد بن دشمنزیار کاکویہ کی فرمائش پر لکھی گئی۔ اس میں پانچ علوم، منطق، طبیعیات، علم ہیئت، علم موسیقی، علم بیرون از طبیعہ کی تفصیل ملتی ہے۔

۹۶۔ رسالہ نبضیہ:۔

۹۷۔ رسالہ معراجیہ:۔ اس میں تاویلاتِ اصطلاحی درج کی گئی ہیں۔ مثلاً روح القدس، وحی، کلام اللہ، نبوت، شریعت، معراج یعنی یہ کہ معراج روحانی تھا یا جسمانی۔ قلمی نسخے ایران، قاہرہ، استنبول میں موجود ہیں۔

۹۸۔ ظفرنامہ:۔ اس کتاب کو بوعلی سینا سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں یہ سامانی امیر نوح بن منصور کے لیے لکھی گئی تھی۔

۹۹۔ کنوز المعزین:۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اسے بوعلی سینا کی طرف منسوب کیا ہے۔ بظاہر یہ کتاب رسالہ النیرنجیات کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے۔

۱۰۰۔ شرح کتاب النفس ارسطو:۔ یہ کتاب بھی بوعلی سینا کی عربی تصنیف کتاب النفس ارسطو کا فارسی ترجمہ معلوم ہوتی ہے۔

۱۰۱۔ رسالہ در حقیقت وکیفیت سلسلۂ موجودات: قلمی نسخہ کتاب خانہ مشہد ایران میں موجود ہے۔

۱۰۲۔ قراضۂ طبیعیات موجود:۔ بوعلی سینا کی اکثر تصانیف ورسائل شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے یہ رسائل مشہور ہیں۔

۱۰۳۔ تسع رسائل:۔ یہ رسائل ۱۳۱۸ میں ہندوستان میں اور ۱۲۹۸ میں استنبول میں اور پھر ۱۳۲۶ میں قاہرہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ مذکورہ بالا نو رسالوں کی تفصیل یہ ہے: (۱) عیون الحکمۃ (۲) اجرام العلویہ

(۳) قویٰ النفس وادراک الانسان (۴) حدود و تعریفات (۵) اقسام العلوم العقلیہ (۶) مسائل النبوۃ (۷) الرسالۃ النیروزیہ (۸) رسالۃ العہد (۹) رسالۃ الاخلاق

۱۰۴۔ رسائل عرفانی:۔ اس مجموعے میں یہ رسالے شامل ہیں۔ (۱) حی بن یقظان (۲) سہ نمط۔ (۳) رسالۃ الطیر (۴) رسالۃ فی العشق (۵) فی ماہیۃ الصلاۃ (۶) فی معنی الزیارہ وکیفیت تاثیرہا (۷) رسالہ فی دفع الغم من الموت (۸) رسالۃ القدر

۱۰۵۔ جامع البدائع:۔ ۱۳۳۵ میں قاہرہ میں چھپی۔ اس میں جو رسائل شامل ہیں، ان کے نام یہ ہیں: (۱) رسالۃ فی الصلاۃ (۲) تفسیر الصمدیۃ (۳) بیان المعویہ (۴) تفسیر المعوذۃ الاولیٰ (۵) تفسیر المعوذۃ الثانیہ (۶) رسالہ الزیارۃ والدعاء (۷) رسالہ اجوبۃ علی مسائل ابی الریحان البیرونی۔

۱۰۶۔ مجموعۃ الرسائل:۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۸ میں قاہرہ میں شائع ہوا۔ اس میں اہم رسائل یہ ہیں: (۱) علم الاخلاق (۲) رسالۃ العہد (۳) القوی الانسانیہ (۴) اقسام العلوم العقلیہ (۵) رسالہ سر القدر (۶) رسالۃ المبدا (۷) رسالۃ الجواہر النفیس۔

۱۰۷۔ سبع رسائل:۔ یہ مجموعہ حیدرآباد دکن میں شائع ہوا تھا۔ اس میں یہ رسائل شامل ہیں:۔ (۱) رسالۃ الفعل والانفعال (۲) الرسالۃ العرشیہ (۳) السعادۃ والحجج العشرہ (۴) فی الموسیقی (۵) فی اسباب الرعد۔

مآثرِ لاہور : سید ہاشمی فرید آبادی

سید ہاشمی فرید آبادی بحیثیت ایک مورخ کے محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی یہ کتاب غزنوی دور تک کے لاہور کی تاریخ ہے۔ لاہور پاکستان کا مشہور ثقافتی و علمی مرکز ہے اور ہمیشہ سے علم و سیاست کا گہوارہ رہا ہے۔ اس سرزمین سے بلند پایہ شاعر، ادیب، اصحابِ علم اور اربابِ سیف پیدا ہوتے رہے ہیں۔ کتاب کے پہلے حصے میں اربابِ سیف و سیاست اور قدیم لاہور کے والیوں کا تذکرہ ہے اور دوسرا حصہ صاحبانِ علم و قلم لاہور کے مشائخ و علما اور مصنفین و شعرا سے متعلق ہے۔

صفحات ۲۰۸ + ۲۰۷ قیمت ۔ ۱۶ روپے

ملنے کا پتا : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور